ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 1832-1838
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17681979

Principles of "Adab al-Ikhtilaf" in the Dialogue Between Allah Almighty and the angels

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے مکالمہ میں ادب الاختلاف کے اصول

Hassan Ali
Visiting Lecturer, University of Chakwal
Email: hassan.ali@uoc.edu.pk
Dr Hafiz Muhammad Arshad Iqbal
Assistant Professor, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: arshad.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract
The Qur'an, as the ultimate source of divine guidance, presents a comprehensive framework for managing human disagreements with wisdom and balance. Among its many lessons, the dialogue between Allah Almighty and the angels regarding the creation of Adam stands out as a profound demonstration of Adab al-Ikhtilāf (ethics of disagreement). This exchange embodies respect, humility, and the pursuit of knowledge, showing how questions can be raised without defiance and how divine wisdom ultimately prevails. The angels' acknowledgment of their limited knowledge reflects intellectual honesty, while Adam's distinction through knowledge establishes learning as the foundation for resolving disputes. Furthermore, the contrast between the angels' obedience and Iblīs's arrogance illustrates that humility nurtures harmony, whereas pride breeds discord. Collectively, these principles form a timeless Qur'anic paradigm for ethical disagreement, offering guidance not only for individual conduct but also for nurturing social harmony and peaceful coexistence in contemporary contexts.

Keywords: *Adab al-Ikhtilāf, Qur'ānic Discourse, Divine Wisdom, Angels' Dialogue, Adam (علیہ السلام), Iblīs, Conflict Resolution, Ethical Conduct, Mutual Respect, Social Harmony*

1. موضوع تحقیق کا تعارف

قرآنِ حکیم انسانیت کے لیے ایک جامع رہنمائی کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت کو مؤثر بنانے کے لیے مختلف انداز اور اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔ کہیں احکام و ممانعت کا ذکر ہے تو کہیں اسرار و معارف کو بیان کیا گیا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کو بڑھانے کے لیے انبیائے کرام کے حالات وواقعات کو قصص کے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن میں مکالماتی اسلوب بھی نمایاں ہے۔ ان مکالمات میں تنوع پایا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ، ملائکہ، انبیاء، امتیں، مومنین اور منکرین کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً نصف حصہ انبیاء کے اپنی اقوام سے کیے گئے مکالمات پر مشتمل ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ قرآنی گفتگو محض دل لگی یا تفریح کے لیے نہیں بلکہ غور و فکر اور بصیرت کے دروازے کھولنے کے لیے بیان کی گئی ہے۔

اختلاف کسی بھی زندہ اور متحرک قوم کے لیے حسن اور طاقت کا پہلو رکھتا ہے۔ اختلاف کو سنبھالنے اور اس کا درست استعمال کرنے کا طریقہ دراصل ایک الگ علم ہے جسے "ادبِ اختلاف" کہا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم تمام علوم کی بنیاد اور اصل ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کو رہنمائی دینے کے لیے قرآن میں مختلف مکالمات بیان فرمائے ہیں۔ ان مکالمات میں تنازعات کے حل کی راہیں مضمر ہیں۔ انہی سے اخذ کردہ اصول ایک پر امن اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت

ہوسکتے ہیں۔ قرآن کے مکالماتی انداز سے ادبِ اختلاف کے ضابطے اور قواعد بھی اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے ساتھ مکالمہ میں انسانیت کے لئے ادب الاختلاف کے اصول ملتے ہیں۔

2۔سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ Literature Review

2.1 پروین اختر نے ڈاکٹر حافظ محمد سجاد کی نگرانی میں ایم فل سطح پر ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا جس کا عنوان **"انبیاءؑ کے اولاد سے مکالمات: درس و مواعظ قرآن کریم کی روشنی میں"** تھا۔ اس تحقیق میں اولاد کی تربیت پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

2.2 طیبہ انور نے ایم فل کے درجے پر اپنی تحقیق مکمل کی جس کے نگران ڈاکٹر خورشید احمد قادری تھے۔ ان کا مقالہ **"مکالمات قرآنی عبر و نصائح: منتخب اردو تفاسیر میں"** کے موضوع پر تھا، جس میں انہوں نے اردو تفاسیر کے تناظر میں قرآنی مکالمات سے حاصل ہونے والے عبر و مواعظ پر روشنی ڈالی۔

2.3 صدف منیر نے ڈاکٹر غلام احمد جعفر کی زیرِ نگرانی ایم اے سطح پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جس کا عنوان **"قرآن کریم میں منکرین آخرت کے ساتھ مکالمات کے مختلف انداز: تحقیقی مطالعہ"** تھا۔ اس میں منکرینِ آخرت کے ساتھ ہونے والے مکالمات کے ذریعے فکرِ آخرت کو اجاگر کرنے اور دنیا کی ناپائیداری کو نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

3۔سابقہ تحقیق میں موجود خلا Research Gap

اب تک پیش کیے گئے تحقیقی مقالات میں قرآنی مکالمات کو گوناگوں زاویوں سے پرکھا گیا ہے، تاہم ادبِ اختلاف کے تناظر میں ان پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان ہونے والے مکالمات کو بھی اس پہلو سے موضوعِ تحقیق نہیں بنایا گیا کہ ان میں ادب الاختلاف کے اصول کس طرح نمایاں ہوتے ہیں۔

4۔اسلوب تحقیق Research Methodology

اس مقالے میں تحقیقی عمل کے لیے استنباطی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ نتائج تک رسائی کے لیے بنیادی ماخذات سے براہِ راست استفادہ کیا گیا جبکہ ضرورت کے مطابق ثانوی مراجع کو بھی شاملِ تحقیق کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید ذرائع مثلاً انٹرنیٹ ویب سائٹس، تحقیقی مقالات اور علمی رپورٹس کو بھی معلوماتی مواد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ حوالہ جات اور مصادر کی تدوین میں متعلقہ جرنل کے رائج اسلوبِ حوالہ نگاری کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

5۔اصطلاحات کے مفاہیم

عربی زبان میں مکالمات، لفظ مکالمہ کی جمع ہے۔ اس کا مادہ ک ل م ہے، جس کے لغوی معنی لفظ، بات، جملہ، قصیدہ یا خطبہ تک آتے ہیں، جبکہ کلام کا مطلب گفتگو یا بات چیت ہے۔ ابن منظور افریقی نے اپنی معروف لغت لسان العرب میں لکھا ہے: "وكلم كلماً جرحه... كَلْماً وكَلَّمه كَلْماً : جرحه، وأَنا كالِمٌ ورجل مَكْلُوم وكَلِيم"[1]، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کَلْم کے معانی میں زخم لگانا بھی شامل ہے۔ اسی نسبت سے "رجل مکلوم" زخمی شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کلم کا ایک مفہوم "جمع کرنا" بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب یہ لفظ ثلاثی مزید فیہ کے باب میں آتا ہے تو کالم، یکالم، مکالمۃ کے معنی "گفتگو کرنا" ہوتے ہیں۔ عربی میں مکالمہ کا مترادف لفظ حوار ہے، جو مادہ ح و ر سے نکلا ہے۔ لغوی طور پر "الحَوْر" کا مطلب کسی چیز سے پلٹنا یا کسی جانب دوبارہ رجوع کرنا ہے۔ اگر اس کے ساتھ حرفِ جر الیٰ استعمال ہو تو اس سے "میلان" یا کسی طرف جھکاؤ" کا معنی نکلتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے: "اللهم إني أعوذ بك من الحور بعد الكور"[2]، ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بڑھنے کے بعد گھٹنے سے۔" لفظ حوار سے محاورہ نکلا ہے، جس کے لغوی معنی ہیں: "مراجعة المنطق والكلام في المخاطبة" یعنی بات چیت میں ایک دوسرے کے ساتھ کلام اور منطق کا تبادلہ کرنا۔[3]

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی اعتبار سے مکالمہ کا مطلب دو یا دو سے زائد افراد کے مابین ہونے والی گفتگو یا تبادلۂ خیال ہے۔ صالح بن عبد بن حمید کے مطابق: "هو مناقشة بين طرفين أو أطراف يقصد بها تصحيح الكلام أو إظهار حجة وإثبات حق ودفع شبهة ورد الفاسد من القول والرأي"[4] یعنی ایسا مکالمہ جس میں مقصد کلام کی درستی، دلیل پیش کرنا، حق کو واضح کرنا، شبہات کو دور کرنا اور غلط اقوال و آراء کا رد کرنا ہو۔

ادب الاختلاف کی ترکیب دو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ابن منظور افریقی لسان العرب میں "ادب" کے بارے میں لکھتے ہیں: "الأدب: الذي يتأدب به الأديب من الناس... وأصل الأدب الدعاء"۔ [5] اس کے مطابق ادب کا بنیادی مفہوم "بلانا اور دعوت دینا" ہے۔ وہ محفل جہاں لوگوں کو دعوت دی جائے "مأدبہ" کہلاتی ہے۔ ادیب اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اچھے اخلاق اور تہذیب کا حامل ہو اور لوگوں کو بھلائی کی طرف مائل کرے اور برائی سے روکے۔

لفظ اختلاف کے لغوی معنی "پیچھے سے لینا یا ہٹا دینا" کے ہیں جیسا کہ: "اختلفه: أخذه من خلفه"۔ جبکہ اصطلاحی معنوں میں علامہ علی جرجانی کے نزدیک: "منازعة تجري بين المتعارضين لتحقيق حق أو لإبطال باطل"۔ یعنی اختلاف وہ کشمکش ہے جو دو فریقوں کے درمیان پیدا ہو اور اس کا مقصد حق کو ثابت کرنا اور باطل کو مٹانا ہو۔[6]

چنانچہ علم ادب الاختلاف سے مراد وہ علم ہے جو انسان کو اختلافِ رائے کے ساتھ زندگی گزارنے کے آداب اور سلیقہ سکھاتا ہے۔

6۔اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مکالمہ :

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے مکالمہ کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾[7]

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا: کیا آپ اس کو بنائیں گے جو زمین میں فساد پھیلائے اور خون بہائے؟ اور ہم تو آپ کی تسبیح اور آپ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا: میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔[1]

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾[8]

اور اللہ نے آدم کو سب نام سکھا دیے، پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

﴿قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾[9]

وہ بولے: آپ پاک ہیں، ہمیں تو کوئی علم حاصل نہیں مگر جتنا آپ نے ہمیں سکھا دیا۔ بے شک آپ ہی علم والے، حکمت والے ہیں۔

﴿قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ﴾[10]

(اللہ نے) کہا: اے آدم! ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ، پھر جب انہوں نے ان کو ان کے نام بتا دیے تو فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾[11]

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

یہ مکالمہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان ہے۔ مکالمہ میں ادب الاختلاف کے اصول ملتے ہیں۔

6.1۔ اختلاف میں سوال کی اجازت

اختلاف کے ادب میں سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ سوال کی اجازت دی جائے۔ سورۃ بقرہ کی ان آیات میں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا آپ ایسی مخلوق کو پیدا کریں گے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اس سوال سے واضح ہوتا ہے کہ وہ محض جاننے کے خواہشمند تھے، نہ کہ اعتراض کرنے والے۔ اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ اختلاف کے وقت سوال کرنا حق بجانب ہے بشرطیکہ وہ سیکھنے اور حکمت سمجھنے کے لیے ہو۔ علامہ زحیلی اس موقع پر لکھتے ہیں: "فرشتوں کا سوال اعتراض نہیں تھا بلکہ حکمت معلوم کرنے کے لیے استفسار تھا"[12] اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ علمی مجالس اور تحقیقی نشستوں میں سوال کرنے کی گنجائش ہونی چاہیے۔ اگر سوال کو اعتراض سمجھا جائے تو طلبِ علم کی راہیں مسدود ہو جائیں گی۔ یہی سوال و جواب کا ماحول تحقیق کو آگے بڑھاتا ہے۔

6.2۔ اخلاص نیت

اختلاف کے وقت نیت کا صاف ہونا بہت اہم ہے۔ فرشتوں نے جب سوال کیا تو ساتھ ہی کہا کہ ہم تو آپ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی نیت کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ ہم خیر خواہی اور تعبد کے جذبے سے سوال کر رہے ہیں۔ ابو بکر جزائری لکھتے ہیں: "انہوں نے اپنے بارے میں وضاحت کرنا چاہی، نہ کہ اللہ کے حکم پر اعتراض کرنا"[13]۔ آج کے علمی اور فقہی اختلافات میں بھی یہ اصول ضروری ہے کہ نیت خیر خواہی کی ہو۔ اگر نیت الزام تراشی یا برتری ثابت کرنے کی ہو تو اختلاف فساد بن جاتا ہے۔ نیت کی صفائی اختلاف کو بگاڑ سے بچاتی ہے اور دلوں میں اعتماد پیدا کرتی ہے۔

3۔ فیصلہ اللہ کا ہے

[1] محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2007ء)، سورۃ البقرۃ، آیات 30 تا 34

جب فرشتوں نے سوال کیا تو اللہ نے فرمایا: "میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔" یہ جملہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اختلاف میں حتمی فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ د. صلاح الخالدي کہتے ہیں: "اختلاف کرنے والوں کو لازماً اس حکم کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو مطلق اور کامل ہے، اور وہ اللہ ہے"۔[14] عملی زندگی میں یہ اصول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اختلاف کا اختتام وحی اور نصوصِ شرعیہ پر ہونا چاہیے۔ اگر انسانی عقل پر چھوڑ دیا جائے تو اختلاف کبھی ختم نہ ہوگا۔ چنانچہ قرآن و سنت کے فیصلے کو قبول کرنا ہی اصل ادبِ اختلاف ہے۔

6.4۔ اختلاف میں علم کی بنیاد

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب نام سکھا دیے اور فرشتوں کے سامنے دلیل قائم کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف کے حل میں علم کو بنیادی معیار بنایا جانا چاہیے۔ علامہ زحیلی لکھتے ہیں: "اللہ نے آدم کو علم دے کر فضیلت دی اور یہ اختلاف میں ترجیح کا اصل قرار پایا"[15] آج علمی مباحث میں جب تک دلیل اور علم کی بنیاد نہ ہو، اختلاف محض رائے آرائی رہ جاتا ہے۔ اصل ادب یہ ہے کہ علم کے دلائل سے بات کی جائے تاکہ فیصلہ مستند ہو اور فریقین قائل ہوں۔

6.5۔ اپنی لاعلمی کا اعتراف

جب فرشتوں سے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو نام بتاؤ تو انہوں نے عاجزی سے کہا: "ہمیں کچھ علم نہیں مگر جو آپ نے سکھایا۔" یہ اپنی لاعلمی کے اعتراف کا حسین نمونہ ہے۔ ابو بکر الجزائری نے فرمایا: "اس آیت میں ادب یہ ہے کہ انسان اپنے علم کی کمی کا اعتراف کرے اور اسے اللہ کی طرف منسوب کرے"۔[16] یہ اصول اختلاف میں دیانت کا سبق دیتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنی لاعلمی کے باوجود بحث جاری رکھتا ہے جو تنازع کو بڑھاتا ہے۔ اصل ادب یہ ہے کہ جو بات معلوم نہ ہو اس کا اعتراف کیا جائے۔

6.6۔ دوسروں کی فضیلت کو تسلیم کرنا

جب آدم علیہ السلام نے تمام نام بیان کر دیے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو متنبہ کیا کہ میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اس موقع پر فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی فضیلت تسلیم کی۔ ڈاکٹر فلاح لکھتے ہیں: "دوسرے کی فضیلت کو سیکھنا اور مان لینا اختلاف کو ختم کرنے میں مددگار ہوتا ہے"۔[17]

یہ اصول اختلاف میں عجز اور انصاف کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اگر کوئی فریق زیادہ علم والا یا زیادہ حق پر ہے تو دوسرے کو مان لینا چاہیے۔ یہی رویہ علمی ترقی اور اتحاد کو جنم دیتا ہے۔

6.7۔ باہمی ادب کی پاسداری

اختلاف میں گفتگو کے آغاز میں ادب ضروری ہے۔ فرشتوں نے اپنی بات کی ابتدا "سبحانک" کہہ کر کی، یعنی اللہ کی پاکی بیان کر کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف میں سب سے پہلا ہتھیار ادب ہے۔ علامہ زحیلی نے لکھا: "انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم آدم سے بہتر ہیں بلکہ بات کی ابتدا اللہ کی پاکی بیان کرنے سے کی"۔[18] اس اصول کا اطلاق ہمارے مناظروں اور مباحثوں پر بھی ہوتا ہے۔ اگر ابتدا ہی بدتمیزی یا الزام سے ہو تو اختلاف فساد بن جاتا ہے۔ ادب کا لحاظ رکھنے سے دل صاف اور ماحول پر سکون رہتا ہے۔

6.8۔ اختلاف کے باوجود اطاعت

فرشتوں نے جب اللہ کا حکم سنا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے بلا جھجک اطاعت کی۔ حالانکہ اس سے پہلے سوال کر چکے تھے۔ اس سے یہ اصول ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف کے باوجود اللہ کے حکم کو مقدم رکھنا چاہیے۔ ابو بکر الجزائری لکھتے ہیں: "سب نے سجدہ کیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اختلاف اطاعت میں رکاوٹ نہیں بنتا"۔[19] عملی سطح پر یہ اصول ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اختلاف کو حکم شریعت کی خلاف ورزی کا بہانہ نہ بنایا جائے۔ اطاعت ہمیشہ اولین درجہ رکھتی ہے۔

6.9۔ تکبر اختلاف کو کفر تک لے جاتا ہے

ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تکبر کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ تکبر اختلاف کو بگاڑ کر کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ ڈاکٹر فلاح لکھتے ہیں: "تکبر ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو حق کے قبول میں مانع بنتی ہے"۔[20] اس اصول سے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر اختلاف میں انا شامل ہو جائے تو وہ علمی نہیں رہتا بلکہ باطل پر اصرار بن جاتا ہے، اور یہی ہلاکت ہے۔

6.10۔ اختلاف میں اخلاص اور عاجزی

ان آیات میں فرشتوں کی عاجزی اور ابلیس کے تکبر کا تقابل ملتا ہے۔ فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا جبکہ ابلیس نے تکبر کیا۔ یہ بتاتا ہے کہ اختلاف کا معیار نیت اور خلوص ہے۔ علامہ زحیلی لکھتے ہیں: "اخلاص اور تواضع ہی اختلاف میں نجات کا راستہ ہے"[21] یہ اصول ہمیں بتاتا ہے کہ اختلاف کو سنوارنے کے لیے عاجزی اور اخلاص لازم ہیں۔ اگر نیت خراب ہو تو اختلاف بگاڑ پیدا کرتا ہے، اور اگر نیت خالص ہو تو وہ فہم و بصیرت کو بڑھاتا ہے۔

7۔ خلاصہ:

مطالعے سے ادبِ اختلاف کے کئی رہنما اصول سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ اختلاف ہمیشہ ادب اور احترام کے ساتھ ہونا چاہیے اور سوال کا مقصد وضاحت اور حقیقت تک رسائی ہو، انکار یا ضد نہیں۔ اختلاف کا جواب دلیل اور ثبوت کے ساتھ دیا جانا چاہیے اور جہاں علم نہ ہو وہاں دیانت داری سے لاعلمی کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ اسی طرح نئی دلیل آ جائے تو حق تسلیم کرتے ہوئے رجوع کرنا اصل علمی دیانت ہے۔ اختلاف ہمیشہ دلائل پر مبنی ہونا چاہیے، نیتوں پر نہیں، اور دوسروں کی بات مکمل سننے کے بعد جواب دینا چاہیے۔ تکبر اور ضد اختلاف کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں، اس لیے عاجزی ضروری ہے۔ اختلاف میں اپنا مثبت پہلو تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن دوسروں کو کمتر نہ سمجھا جائے۔ بالآخر سب سے اہم اصول یہ ہے کہ اختلاف کا مقصد ذاتی انا یا برتری نہیں بلکہ حق کی تلاش اور حقیقت تک پہنچنا ہونا چاہیے۔

نتائج:

عصرِ حاضر میں جب بین المذاہب اور بین المسالک اختلافات اپنے عروج پر ہیں، تو مکالمہ ہی وہ ذریعہ ہے جو کشیدگی کو کم کر کے امن اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کر سکتا ہے۔ محض مناظرے اور الزام تراشی اختلاف کو مزید بڑھاتے ہیں، جبکہ بامقصد گفتگو ذہنوں کو قریب لاتی اور تعصبات کو توڑتی ہے۔ مکالمے کی کامیابی کے لیے قرآن کریم سے مستنبط ادبِ اختلاف کے اصول نہایت رہنما ہیں۔ اگر گفتگو شائستگی اور احترام کے ساتھ کی جائے، سوالات وضاحت کے لیے ہوں، دلائل مضبوط بنیاد پر پیش کیے جائیں اور لاعلمی کی صورت میں دیانت داری سے اعتراف کیا جائے تو مکالمہ مثبت سمت اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح نئی دلیل آنے پر حق تسلیم کر لینا، دوسروں کی بات پوری توجہ سے سننا، تکبر اور ضد سے اجتناب کرنا، اپنی کمزوریوں کو مان لینا اور دوسروں کے اچھے پہلو کو سراہنا ایسے رویے ہیں جو مکالمے کو نتیجہ خیز بناتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اختلاف کا مقصد حق کی تلاش اور سماجی ہم آہنگی ہونا چاہیے، نہ کہ ذاتی انا یا برتری کا اظہار۔ ان اصولوں کی روشنی میں بین المذاہب اور بین المسالک مکالمات کو بگاڑ اور فساد کے بجائے امن، قربت اور باہمی احترام کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ بین المذاہب اور بین المسالک مکالمات میں محبت کا اظہار بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ گفتگو کا آغاز محبت اور خلوص سے کریں تاکہ دوسرے فریق کو یہ احساس ہو کہ آپ کا مقصد دل آزاری یا اختلافات کو بڑھانا نہیں بلکہ باہمی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے۔ محبت بھرا لہجہ اور چہرے پر مسکراہٹ ماحول کو خوشگوار بناتی ہے۔

1۔ اختلاف کے مواقع پر سوال کی گنجائش دینا ضروری ہے۔ جب سوال پوچھنے پر پابندی لگائی جائے تو ذہنوں میں الجھنیں باقی رہتی ہیں اور یہ الجھنیں بسا اوقات تنازعات کو بڑھا دیتی ہیں۔ اس لیے اگر کوئی فرد یا گروہ کسی دینی یا فکری مسئلے پر سوال کرتا ہے تو اسے تعلیمی اور تحقیقی جذبے کے ساتھ لیا جانا چاہیے، نہ کہ اعتراض یا گستاخی سمجھا جائے۔

2۔ اختلاف کے وقت نیت کا شفاف ہونا سب سے اہم پہلو ہے۔ اگر اختلاف کا مقصد حق تک پہنچنا اور دوسرے کی اصلاح کرنا ہے تو اختلاف نتیجہ خیز ہوگا، لیکن اگر مقصد برتری جتانا یا دوسروں کو نیچا دکھانا ہو تو یہ اختلاف فساد میں بدل جائے گا۔ امت کو چاہیے کہ اختلاف میں خیر خواہی اور اخلاص کی نیت کو ترجیح دے۔

3۔ ہر اختلاف کا آخری معیار قرآن و سنت ہے۔ مختلف آرا اور اجتہادات اپنی جگہ درست ہو سکتے ہیں لیکن حتمی فیصلہ وہی ہے جو وحیِ الٰہی کی روشنی میں ہو۔ اگر امت کے مختلف طبقات اپنے فیصلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چھوڑ دیں تو بڑے اختلافات بھی ختم یا کم ہو سکتے ہیں۔

4۔ اختلاف کے موقع پر دلیل اور علم کو بنیاد بنانا از حد ضروری ہے۔ جب دلائل علمی مصادر (قرآن، حدیث، فقہ، اجماع) پر مبنی ہوں تو گفتگو نتیجہ خیز بنتی ہے۔ محض شخصیات یا جذبات کی بنیاد پر بحث کرنا اختلاف کو شدت اور تعصب میں بدل دیتا ہے۔

5۔ اگر کسی کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو وہ اپنی لاعلمی کا اعتراف کرے۔ اکثر تنازعات اس وقت بڑھ جاتے ہیں جب لوگ لاعلم ہونے کے باوجود بات کو گھسیٹتے ہیں۔ لاعلمی کا اعتراف علمی دیانت کا مظہر ہے اور یہ باہمی اعتماد کو بھی بڑھاتا ہے۔

6۔ اختلاف کے باوجود دوسروں کی فضیلت اور خدمات کا اعتراف کرنا اتحاد کو جنم دیتا ہے۔ اگر ہر گروہ دوسروں کی علمی، فکری یا عملی خدمات کو تسلیم کرے تو دلوں میں نرم روی پیدا ہوگی اور باہمی کشیدگی کم ہوگی۔

7۔ ادب و احترام اختلاف کے آداب میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ گفتگو کے دوران سخت لہجہ، طنز یا تمسخر دلوں کو دور کرتا ہے جبکہ شائستگی اور نرمی قلوب کو قریب لاتی ہے۔ امت کو چاہیے کہ اختلاف کے دوران بھی الفاظ اور لہجے میں وقار قائم رکھے۔

8۔ اختلاف اپنی جگہ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سب پر مقدم ہے۔ امت کے مختلف مکاتبِ فکر اگر اطاعتِ الٰہی میں متحد رہیں تو ان کے اختلافات نقصان دہ نہیں رہتے بلکہ تنوع کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی اصول امت کی اجتماعیت کو برقرار رکھتا ہے۔

9۔ اگر اختلاف میں تکبر شامل ہو جائے تو وہ علمی اختلاف نہیں رہتا بلکہ حق سے انکار میں بدل جاتا ہے۔ یہی رویہ ابلیس کے انجام کا سبب بنا۔ امت کے لیے یہ سبق ہے کہ اختلاف میں تکبر، ضد اور انا کو داخل نہ کیا جائے بلکہ حقیقت پسندی کو اپنایا جائے۔

10۔ اخلاص اور عاجزی وہ اوصاف ہیں جو اختلاف کو رحمت میں بدل دیتے ہیں۔ اگر نیت خالص ہو اور رویہ عاجزی پر مبنی ہو تو اختلاف بھی علمی ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لیکن اگر اخلاص اور عاجزی نہ ہو تو چھوٹے سے اختلاف سے بھی بڑے فتنے جنم لیتے ہیں۔

---

[1] افریقی، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، مادہ ک ل م، طبع سوم 1414ھ،

Afriqi, Abu al-Fadl Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram, Lisan al-Arab, Dar Sader, Beirut, Maadah "K L M", Taba'ah Thalithah, 1414H

بلیاوی، ابو الفضل عبد الحفیظ، مصباح اللغات، دہلی: مکتبہ برہان، 1950ء، مادہ ک ل م

."Bilyawi, Abu al-Fadl Abdul Hafeez, Misbah al-Lughat, Delhi: Maktabah Burhan, 1950, Maadah "K L M

[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دار الکتاب العربی، بیروت، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب مایقول اذا خرج مسافرا، رقم حدیث 3439

Bab Ma Yaqul Iza ,ﷺ Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Jami' al-Tirmidhi, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, Kitab al-Da'awat 'an Rasul Allah .Kharaja Musaafiran, Hadith No. 3439

[3] افریقی، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، طبع سوم 1414ھ، مادہ ح و ر

."Afriqi, Abu al-Fadl Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram, Lisan al-Arab, Dar Sader, Beirut, Taba'ah Thalithah, 1414H, Maadah "H W R

[4] صالح بن عبد اللہ بن حمید، اصول الحوار وآدابہ فی الاسلام، دار المنارۃ مکہ، طبع اول 1994، ص 6

.Saleh bin Abdullah bin Humaid, Usul al-Hiwar wa Adabuhu fi al-Islam, Dar al-Manarah, Makkah, Taba'ah Awwal, 1994, p. 6

[5] الافریقی، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، طبع سوم 1414ھ، مادہ ادب

."Afriqi, Abu al-Fadl Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram, Lisan al-Arab, Dar Sader, Beirut, Taba'ah Thalithah, 1414H, Maadah "A D B

[6] الجرجانی علی بن محمد، التعریفات، دار الکتب العلمیہ بیروت 1983 ص 135

.Al-Jurjani, Ali bin Muhammad, Al-Ta'rifat, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1983, p. 135

[7] القرآن 2:30

Al-Quran 2:30

[8] القرآن 2:31

Al-Quran 2:31

[9] القرآن 2:32

Al-Quran 2:32

[10] القرآن 2:33

Al-Quran 2:33

[11] القرآن 2:34

Al-Quran 2:34

[12] زحیلی، ڈاکٹر وھبہ، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، دار الفکر، جلد 1، صفحہ 194۔

.Al-Zuḥaylī, Wahbah. Al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīdah wa al-Sharīʿah wa al-Manhaj. Damascus: Dār al-Fikr, vol. 1, p. 194

[13] الجزائری، ابو بکر جابر، ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر، مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ، ج 1 ص 47

Al-Jazāʾirī, Abū Bakr Jābir. Aysar al-Tafāsīr li-Kalām al-ʿAlī al-Kabīr. Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-ʿUlūm wa al-Ḥikam, .vol. 1, p. 47

[14] فلاحی، ڈاکٹر مشعل عبد العزیز، رحلۃ تدبر فی رحاب القرآن، دار القلم دمشق، طبع اول 2022، ج 1 ص 61

.Falāḥī, Mishʿal ʿAbd al-ʿAzīz. Riḥlat Tadabbur fī Riḥāb al-Qurʾān. Damascus: Dār al-Qalam, 1st ed., 2022, vol. 1, p. 61

[15] زحیلی، ڈاکٹر وھبہ، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، دار الفکر، جلد 1، صفحہ 196

.Al-Zuḥaylī, Wahbah. Al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīdah wa al-Sharīʿah wa al-Manhaj. Damascus: Dār al-Fikr, vol. 1, p. 196

---

[16] الجزائری،ابو بکر جابر،ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر،مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ،ج1ص48

Al-Jazāʾirī, Abū Bakr Jābir. Aysar al-Tafāsīr li-Kalām al-ʿAlī al-Kabīr. Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-ʿUlūm wa al-Ḥikam, .vol. 1, p. 48

[17] فلاحی،ڈاکٹر مشعل عبدالعزیز،رحلۃ تدبر فی رحاب القرآن،دار القلم دمشق،طبع اول2022،ج1ص63

.Falāḥī, Mishʿal ʿAbd al-ʿAzīz. Riḥlat Tadabbur fī Riḥāb al-Qurʾān. Damascus: Dār al-Qalam, 1st ed., 2022, vol. 1, p. 63

[18] زحیلی،ڈاکٹر وھبہ،التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج،دارالفکر،جلد1،صفحہ197

Zuhayli, Dr. Wahbah, al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīdah wa al-Sharīʿah wa al-Manhaj, Dār al-Fikr, jild 1, Ṣafḥah 197

[19] الجزائری،ابو بکر جابر،ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر،مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ،ج1ص49

Al-Jazāʾirī, Abū Bakr Jābir, Aysar al-Tafāsīr li-Kalām al-ʿAli al-Kabīr, Maktabat al-ʿUlūm wa al-Ḥikam, Madīnah Munawwarah, jild 1, Ṣafḥah 49

[20] فلاحی،ڈاکٹر مشعل عبدالعزیز،رحلۃ تدبر فی رحاب القرآن،دار القلم دمشق،طبع اول2022،ج1ص65

Fallāḥī, Dr. Mishʿal ʿAbd al-ʿAzīz, Rihlat Tadabbur fī Riḥāb al-Qurʾān, Dār al-Qalam, Dimashq, ṭabʿah ūlā, 2022, jild 1, Ṣafḥah 65

[21] زحیلی،ڈاکٹر وھبہ،التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج،دارالفکر،جلد1،صفحہ197

Zuhaylī, Dr. Wahbah, *al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīdah wa al-Sharīʿah wa al-Manhaj*, Dār al-Fikr, jild 1, Ṣafḥah 197